تفسیر اور بیان قرآن

از : حقیر فقیر سید احمد اسحاقی اشرف

اللہ تعالیٰ سورہ فرقان کی آیت نمبر 33 میں فرماتا ہے.

وَلَا یأْتُوْنَکَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰکَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا

اورلوگ جو اعتراض بھی اُٹھائیں گے، ہم اس کا صحیح جواب اوراس کی بہترین تفسیر ہم تمہیں بتا دیں گے.

اور بیان قرآن کے تعلق سے سورہ الرحمن میں فرماتا ہے، **عَلَّمَهُ الْبَیَانَ**

اور بیان کا علم دیا. اور ہم سب کا یہ ایمان ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت کا خاصہ بیان قرآن تھا کیونکہ قرآن کی تفسیر خود خداوند عالم قرآن میں کرچکا. اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی تسلی بھی دی جا رہی ہے کہ جن باتوں پر لوگ اعتراض کرتے ہیں اس کی ہم احسن تفسیر کرینگے، یعنی وضاحت کرینگے. خدائی تفسیر اورانسانی تفسیر میں جو فرق ہوتا ہے وہ صداقت اور حقیقت کا، انسانی تفسیر میں جو روایات اور واقعات لکھے جاتے ہیں ان میں اکثر ظنی اور مشکوک ہوتے ہیں، ظنی اور مشکوک روایات عمل کے لیے فائدہ مند نہیں ہوتے، اسی لیے مہدئ موعود علیہ السلام نے انسانی تفسیروں کو پڑھنے سے منع فرمایا، جب پڑھنے سے منع کردیا تو مہدویوں کا تفسیر لکھنا کیا معنی؟. بیان قرآن میں قرآن کی تفہیم اور مراد بیان کی جاتی ہے، اور بیان قرآن تزکیہ اور تربیت کا کام کرتا ہے. اسی لیے امامنا علیہ السلام ساری زندگی ہجرت کے دوران جہاں کہیں گیے، صرف اور صرف بیان قرآن ہی کیا کرتے تھے. اور بیان قرآن وہی لوگ کرسکتے ہیں جنہیں مومنین کہا گیا ہے. اللہ تعالی ہم سب کو ہدایت دے اور صراط مستقیم پر چلا تاکہ ہم سب میں مومنین کی صفت پیدا ہو.

دیدار اور طلب دیدار

از: حقیر فقیر سید احمد اسحاقی اشرف

امامنا مہدیؑ موعود علیہ السلام نے "طلب دیدار خدا" کو فرض فرمایا ہے، دیدار خدا اور طلب دیدار خدا کے فرق کو سمجھنا بیحد ضروری ہے. یہ کوئی معمولی یا عام بات نہیں ہے، خدا کو دیکھنا یا اسکی طلب رکھنا دو الگ باتیں ہیں، پہلی بات آپ کے اختیار میں نہیں ہے دوسری آپ کے اختیار میں ہے. اور جو بات آپ کے اختیار میں ہے آپ اسی بات کے مکلف بھی ہوتے ہیں، لیکن طلب کے ساتھ یقیناً ان باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، جو طلب کی شرائط ہیں یا یوں کہیے کہ طلب کی مراد یا مقصد ہیں.

آئیے دیکھتے ہیں کہ طلب دیدار کا مقصد قرآن کی روشنی میں کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے متعلق فرمایا کہ اسے صرف عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت اللہ تعالیٰ کی کامل محکومیت کو کہتے ہیں، اور اللہ کی محکومیت میں للہیت خشیت اور اخلاص جب تک پیدا نہیں ہو سکتی تب تک حاکم کی معرفت (قربت) حاصل نہ ہو، اور اس کی معرفت حاصل کرنے کے لیے اس کو دیکھنے کی طلب ضروری ہے اور یہی طلب اس کو صراطِ مستقیم پر چلاتی ہے. جس پر چل کر انسان اپنے مقصد یا مراد کو حاصل کر لیتا ہے. دیدار کا حاصل ہونا یا نہ ہونا صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و قدرت یا مرضی پر منحصر ہے وہ کس طرح کیسے اور کہاں اپنے جلوے دکھاتا ہے وہ اس کا اختیار ہے، یہ محسوسات کی دنیا ہے جو الفاظ و اظہار سے ماورا ہے، قرآن نے جس کی بہت عمدہ تشریح کی ہے، سورہ انعام آیت 103.

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ

اُس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں، وہ نگاہوں کو پالیتا ہے وہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے.

دیدار 'بصارت' سے نہیں 'بصیرت' سے ہے. بصیرت فہم و ادراک سے دیکھنے کو کہتے ہیں، مگر! خدا کے دیدار کا جو معاملہ ہے وہ فہم و ادراک سے بھی ماورا ہے. وہ صرف اور صرف خدا کے فضل سے ہی ممکن ہے.

حق و باطل

از احقر فقیر سید احمد اسحاقی اشرف

اے اللہ ہم کو حق کو حق کرکے دیکھا اور آس کی اتباع کی توفیق عطا فرما
اے اللہ ہم کو باطل کو باطل کرکے دیکھا اور اس سے اجتناب کی توفیق عطا فرما
یہ دعا اتنی عام اور اتنی اہم ہیکہ ہر مہدوی دوگانہ شب قدر میں اجتماعی طور پر یہی دعامانگتے ہیں کیا کبھی ہم اس دعا کے بارے میں غور و فکر کیا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہیکہ یہ دعا ہی ہماری دنیا و آخرت میں کامیابی کی بنیاد ہے تو چلیے تھوڑا اس پہ غور و فکر کرتے ہیں
حق اور باطل کو جاننا بے شک بڑی بات ہے مگر حق کی اتباع اور باطل سے اجتناب کرنا اہم بات ہے جو بغیر اللہ کی مدد سے ممکن نہیں اس لیے اللہ ہی سے دعا مانگتے ہیں
آللہ تعالی دین اسلام کو دین حق کہا قرآن میں اور دین حق یہ ہیکہ انسان کو انسانوں کی محکومیت سے چھٹکارا دلا کر صرف اور صرف اللہ کی محکومیت کے قابل بنائے یہی حق ہے اور اسی کی اتباع کی توفیق کی دعا مانگتے ہیں ہم سب
اور باقی سب قصے کہانیاں انسانوں کے وضع کیے ہوئے روایات باطل ہیں اور اس سے اجتناب کی توفیق کی دعا مانگتے ہیں
قرآن جس سے حق و باطل کی پہچان کی جاتی ہے اور صحبت صادقین سے اتباع اور اجتناب پر عمل کیا جاسکتا ہےا
قرآن اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی وہ کتاب ہے جو بنی نوع انسان کے لیے صرف ہدایت نامہ ہی نہیں بلکہ حق وباطل کی واضح فرق کو بتانے والی کتاب ہے جس نے اس کتاب کو اپنا امام بنا لیا گویا اس نے حق وباطل کے فرق کو جاننے کی تمیز پیدا کرلی اور مقصد حیات حاصل کرلیا
اور جس نے صحبت صادقین اختیار کیا وہ ذہنی انتشار اور تذبذب سے بچ گیا وہ صراط مستقیم کا راستہ اپنا لیا دنیا میں خدا کی مراد کو حاصلِ کرنے کی جستجو میں لگ گیا محنت اور محبت کے ساتھ قران سے جس نے بھی اپنا تعلق پیدا کرلیا وہ دنیا اور اخرت میں کامیاب ہوگا
اوپر کی دعا کا عملی نسخہ بس یہی ہے

فقیر اور مسکین

از: حقیر فقیر سید احمد اسحاقی اشرف

شب قدر میں سب سے پہلی دعا جو مانگی جاتی ہے وہ یہ ہے، اے اللہ ہم کو مسکین بنا کر رکھ اور مسکین بنا کر موت دے، اور قیامت کے دن ہمارا حشر مسکینوں کے زمرے میں کر، عام طور پر لوگ مسکین کے معنی محتاج یا بھکاری کو سمجھتے ہیں جو بالکل نامناسب ہے مسکین کا روٹ لفظ سین کاف نون ہے. جس کے معنی سکون تسکین ہونا ہے معنی اطمینان کے، بےچینی بیقراری اور تذبذب کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ انسانی ذہن کو پراگندہ کرتی ہے، .جس سے انسان شیطانی و نفسانی وسوسوں کا شکار ہوجاتا ہے. اس کا حل اور دوا صرف ذکر اللہ ہے جو سکون و اطمینان بخشتا ہے. ایسے سکون و اطمینان پانے والوں کو مسکین کہتے ہیں.

انسان کی تین حالتیں ایسی ہیں جن میں بے چینی بے سکونی کی کیفیت رہتی ہے، ایک زندگی میں موت کے وقت دوسرا یوم الحساب کے وقت اور روزمرہ کی زندگی میں، ان تینوں حالتوں میں سکون کی دعا طلب کرتے ہیں، اس دعا کی بدولت ہمیں ذکر اللہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے، یہی عمل ہماری نجات اور فلاح کا باعث ہے. اور فقیر کا روٹ لفظ فے قاف رے ہے، فقیر ہونا بری بات نہیں بلکہ عین بندگی ہے، مگر صرف اور صرف اللہ کے فقیر ہونا.

يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ

تم ان لوگوں سے کہدو کہ تم اپنی پرورش اور زندگی کے لیے ایک ایک سانس میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو، اور اللہ بے نیاز اور لائق تعریف و تحمید ہے. اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنی فقیری پر فخر کرتا ہوں. اے اللہ ہم کو مسکین بنا تاکہ ہم اپنی فقیری پر فخر کرسکیں.

شخصیت پرستی

از: حقیر فقیر سید احمد اسحاقی اشرف

انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنے سے زیادہ یا دہ علم رکھنے والے سے متاثر ہوتا ہے وہ اس کے ساتھ یا صحبت میں رہنا پسند کرتا ہے، وہ اس سے عقیدت و محبت بھی کرنے لگتا ہے وہ اسے اپنا رہبر و رہنما بھی سمجھتا ہے. ایسا کرنا کوئی بُری بات نہیں ہے، بلکہ اچھے لوگوں کے اور صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم بھی ہے، اور یہ اچھے اخلاق کی نشانی ہے.

خرابی تب پیدا ہوتی ہے جب اُس انسان کو خدا بنا دیا جا لیے، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا بحیثیت انسان اُس میں کئی کمزوریاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں. غلطیاں ہر کسی سے ہوتی ہیں سوائے معصومین یعنی نبی رسول پیغمبر اور امام مہدی موعودؑ کے، لیکن اندھی عقیدت اور محبت اس بات کو نہیں مانتی، اس کو خدا بنا دیتی ہے. جب کوئی تیسرا انسان ان کمزوریوں کوتاہیوں کی نشان دہی کرے تو بجائے چیخ و پکار شور و غلغلہ مچانے کے ان باتوں کا حقیقت پسندی سے جائزہ لینا چاہیۓ، جن کی عقیدت میں بتلاء ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو اس کی دلیل کے ساتھ تصحیح کرنا چاہیے اور معترض کو مدلل جواب دینا چاہیے بے کار مباحث اور شور شرابے سے نہیں. اگر غلط ہیں تو تشریح و توضیح کر کے سمجھنا اور سمجھانا چاہیے. بغیر تشریح و توضیح کے تقریر تحریر بیانوں میں اور سوشیل میڈیا کے گروپس میں چیخ و پکار کرنے اور اخلاق و ادب سے گرے ہوئے پوسٹس کرنے اور واویلا مچانے سے ماحول پراگندہ اور سماج میں انتشار و فساد پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے. اور جن سے عقیدت ہے ان کی ساکھ کو نقصان پہنچتا ہے.

اور جو لوگ جان بوجھ کر انجان بنے رہتے ہیں انہیں گونگا شیطان کہا گیا ہے، کیونکہ شیطان کا کام خاموش رہکر ایسی باتوں کو بڑھاوا دینا طُول دینا فساد کو مزید ہوا دینا ہوتا ہے. اللہ تعالی ہم سب کو ایسی شیطانی خصلت سے محفوظ رکھے، اور ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے.